

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# حُرک تقلید ایک پرست

اُدیب الکمدانی

سید طاہر حسین گیاوی

# تزک تقلید ایک پرست

حضرت مولانا طاہر حسین گیاوی



سلسلة رسائل:

(( بدع الخلف في ميزان السلف ))

الرسالة الأولى

بإعداد

ترك المذاهب الفقهية



تأليف

أديب الكمداني

دار الأوقاف والشؤون الإسلامية إدارة الإفتاء والبحوث - قسم البحوث

سلسلة رسائل:

(( بدع الخلف في ميزان السلف ))

الرسالة الأولى

بدعة ترك المذاهب الفقهية

تأليف

أديب الكمداني

سلسلہ رسائل

پہلا رسالہ

فقہی مذاہب کی مخالفت بدعت ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام على سيدنا محمد المصطفى،  
وبعد:

لقد "انقسم الناس إلى فرق، أصحاب حديث وأثر؛ وأهل فقه ونظر، وكل واحدة منهما لا تتميز عن اختها في الحاجة، ولا تستغنى عنها في ذلك ما نحوه من العدة والإضافة، لأن الحديث بمنزلة الأساس الذي هو الأصل، والفقه بمنزلة البناء الذي هو له كالطوع وكل بناء لم يوضع على قاعدة وأساس فهو منهزم، وكل أساس حلال عن بناء وعمادة شهر الفخر وعجائب".  
(معالم السنن ۳/۱ للحافظ أبي سليمان الخطابي توفي ۳۸۸ھ)

ز) وقد صرح الخطابي بأن سوء القول في الفقهاء إلـم

فإنما هذه الطبقة الذين هم أهل الحديث والأثر فإن الأكثرين إنما كذبهم الروايات وحسب الطرق وطلب الغريب والشاذ من الحديث الذي أكثره موضوع أو مغاير لأبراعون المتون ولا يظفون المعاني ولا يستنبطون سرها ولا يستخرجون وكأزها وقبحها وربما عابوا الفقهاء وتباؤهم بالطنع وادعوا عليهم مخالفة السنن ولا يعلمون أنهم عن مبلغ ما أوتوه من العلم فاصرون وسوء القول بهم المتون .  
(الانصاف في بيان سبب الاختلاف للإمام ولي الله الدهلوی ص ۱۷) ط

امام حافظ ابو سلیمان خطابی حنفی ۳۸۸ھ کا ارشاد

لوگ دو جماعتوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔  
ایک جماعت حدیث اور اثر والوں کی ہے۔  
دوسری جماعت فقہاء و نظر والوں کی ہے۔

ان میں سے کوئی بھی جماعت خارج ہونے میں دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتی اور جس خواہش اور مقصد کے پائے کا رخ کرتی ہے اس میں ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہو سکتی ہے۔

اس لیے کہ حدیث کی حیثیت بنیاد کی ہے جو اصل ہے اور فقہ کی حیثیت عمارت کی ہے جو اسی اصل و بنیاد پر مبنی ہے۔

اور جو عمارت بھی کسی اصل اور بنیاد پر قائم نہ ہو وہ گر کر رہے گی اور جو بنیاد عمارت سے خالی ہوگی وہ تنگی اور دیرانہ بن کر رہے گی۔ (سالم اسٹیج ۱ ص ۱۰)

د) امام خطابی کا اعلان کہ فقہاء کی بد گوئی گناہ ہے

عقیدۃ الہ حدیث کا حال ہے کہ ان میں اکثر کی کوشش (صرف بلا سوچے بگھے) روایتوں کو جان کرنا ہے اور سندوں کو اٹھا کرنا اور ان احادیث سے غریب اور شاذ کو تلاش کرنا ہے جن کا اکثر حصہ موضوع اور مطلوب ہے یہ لوگ نہ الفاظ کا لٹا کر تے ہیں اور نہ معانی کو سمجھتے ہیں اور نہ مسائل کا استنباط کرتے ہیں اور نہ اس کے مفید اور فائدہ نکالتے ہیں اور نہ اوقات فقہاء پر حسب نگاہتے ہیں اور ان پر طنز کرتے ہیں اور ان پر ستم اور احادیث کی مخالفت کا دعویٰ کرتے ہیں (اور الزام لگاتے ہیں) حالانکہ یہ نہیں جانتے کہ جس قدر علم فقہاء کو دیا گیا ہے وہ خود اس کے حصول سے قاصر ہیں اور فقہاء کو برا بھلا کہنے سے گنہگار ہوتے ہیں۔ (کشاف ترجمہ انصاف ص ۵۴) ط

فلا یستقیم العمل بالحدیث الا بالنزانی ولا یستقیم العمل بالنزانی الا بالحدیث (کنز قال محمد بن الحسن الشیبانی ص ۱۸۹ھ، اصول السرحی ۱/۲)

وکنما قال الذہبی الثقة برایم الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ ت (۹۶ ھ) لا یستقیم رأی الا مروایة ولا رواية الا برأی (رواہ ابو نعیم فی الحلیة ۴/۲۲۵)

وهذه شذرات ذهبية نبیث أهمية الثقة فی الدین، وأن الحدیث الشریف لا یذ له من فقه وفهم کنما أنه لا یستقیم فقه بلا حدیث وأنه لابد للرجوع الی الانمة والباح منہجهم وسلوکهم .

قال الامام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (ت ۲۴۱ھ)

ومن زعم أنه لا یری التقلید، ولا یقلد ذنبه احدا، فهو قول قاسی عبداللہ ورسوله صلی اللہ علیہ وسلم یما یرید بدالتک ابطال الاثر، وتعطیل العلم والسنة والفرق بالنزانی والکلام والبدعة والخراف وهدم المذاهب والاقوال الی وصفی، مذاهب اهل السنة والجماعة والاکابر واصحاب الروایات، وحيلة العلم الذم انزکاهم واحلنا عنهم الحدیث، وتعلیما منهم السنن، وکانوا ائمة معروفین ثلاث اصحاب صدق، یقتدی بهم یرجل علیهم، ولم یکنوا اصحاب بدعة، ولا خلاف ولا تعلیل، ومن قول المتهم وعلمائهم الذین کانوا فلیهم لیسکوا بذالتک وحکم اللہ وتعلیموه وعلموه وبالله التوفیق، اسی

امام ابو حنیفہؒ کی کاغذ پر مایہ نشان

دائے اورد عقل کے بغیر حدیث پر کچھ ڈھک سے عمل نہیں کیا جاسکتا اور عقل دوائے عقل حدیث کے بغیر درست نہیں ہو سکتا۔ (اصول السرحی ج ۲ ص ۱۱)

تاہم عقل نام نہی کا اثر شرف مبارک

روایات کے بغیر دوائے درست نہیں ہو سکتی اور روایت بھی بغیر دوائے کے درست نہ ہوگی۔ (حلیۃ الامام ج ۳ ص ۲۲۵) امام بخاری رحمہ اللہ کی وفات ۲۵۶ھ میں ہے۔

اور یہ سترے اور شواہد دین کے اندر فقہ کی اہمیت کرتا ہے جس اور اس حقیقت کہ واضح کرتے ہیں کہ حدیث پاک کے لیے فہم و فقہ لازمی ہے کیوں کہ جس طرح فقہ حدیث کے بغیر درست نہیں اسی طرح آخر فقہ کے طریقہ کار کی اتباع اور ان کی راہ کی پیروی کے بغیر چارہ نہیں۔

امام احمدؒ کی عقل کا اثر شرف پاک مرقی ص ۳۳

جس شخص کا کائن ہے کہ تقلید کوئی چیز نہیں اور وہ دین کے معاملہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتا تو اس شخص کا قول خدا اور اس کے رسول کے نزدیک ایک تاربان کا قول ہے جو اسے اس قول کے ذریعہ علم و سنت کو مانگاں اور اثر کو باطل کرنا چاہتا ہے اور خود راہی کو اس بدعت اور اختلاف کی بنیاد رکھنا چاہتا ہے۔

یہ اقوال و مذہب جو میں نے ماسبق میں ذکر کئے ہیں حدیث و آثار و اہل سنت اور اہل سنت والجماعت کے مذہب ہیں اور ان ارباب علم کے اقوال و مذہب ہیں جن کو ہم نے پیا ہے اور جن سے ہم نے علم حدیث حاصل کیا ہے اور جن سے سنن کی تعلیم حاصل کی ہے وہ اصحاب صدق اور معروف و معتبر ائمہ دین تھے جن سے دین حاصل کیا جاتا ہے اور جن کی پیروی کی جانی ہے وہ اہل بدعت تھے اور شیفت اور گمراہ پیدا کرنے والے تھے۔

اور یہی قول ان کے پہلے ائمہ دین کا ہے اس لیے تم بھی اس کو سنبھالی سے بکراؤ۔ (خاتم پر دم کرے) اور اسی کو کچھ اور کھاتو فقہی اللہ کی طرف سے ہے۔

(انظر خلافت الحائزہ للإمام ابن ابی بعلی الفراء ۳۶۱/۱ و ۶۵/۱ فی الطبعة الجديدة التي طبعت بمطبعة الاحفال معرور مائة عام على تأسيس المملكة على لطف حاكم الحرمين الشريفين الملك فهد بن عبدالعزيز)

نسبہ. قال الامام احمد هذا الكلام حلال رسالة. رواها ابن ابی بعلی بسندہ علیہ، وقد وقع فی هذه الرسالة بعض الألفاظ المستحالة التي نزه الإمام أحمد عن التلظظ بها ومحرم بان أحد رواة هذه الرسالة هو الذي تصرف في بعض ألفاظها لبعده عن التقيد ومداولات الألفاظ، وهذا كثير في الرواة غير الفقهاء، فقد وقع في الرسالة خلال الحديث عن كلام الله تعالى [وَقُلْ كَلِمَ اللَّهُ مَوْثِقًا لَكُلِّبَا] من فيه وناوله الثوراة من يده إلى يده] انبئي بحروقه:

«لَقَطُ (عليه)» و «يُده إلى يده» لا يفتق ذلك مع عقيدة الإمام أحمد ومنهجهم فلا شك أن ذلك من تصرف أحد الرواة عن الإمام أحمد.

ومع هذا فلا يمنع ذلك الأخذ بما في الرسالة لأنها لا تخالف مذهب ولا ما عليه السلف وكلم من نص مروى بسند صحيح أكثر الألفاظ لا اعتبار عليها أو عليه، إلا لفظاً أو جزءاً من النص رواه الرواة بالمعنى وتصرفوا فيه حسب فهمهم فأشاروا بالمعنى وفلوه راساً على عقبه. ولبت ذلك في بعض الأحاديث أنه عليه الحفاظ الفقهاء، وهذا فتح البازي للمحافظ العفيع اس ححر حبر شاهد على ذلك، فليظهر من لوات المحقق في هذه المسألة.

طبقات أئمة بل تصنیف امام ابن ابی بعلی الفراء ج ۳ ص ۳۱ و ج ۶۵ طبع بدو جو سووی حکومت کے صد سالہ جشن کے موقع پر شائع کی گئی ہے اور شاہ فہد خادم الحرمين الشريفین کے خرچ سے شائع ہوئی ہے۔

(نوٹ) امام احمد کا یہ ارشاد اس رسالہ کے اندر ہے جس کو ابن ابی بعلی نے امام احمد تک اپنی سند سے روایت کیا ہے اس رسالہ میں بعض ایسے مفصل الفاظ بھی ہیں جن کو زبان پر لانے سے ہم امام احمد کی ذات کو بری سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ اس رسالہ کی راولوں میں سے کسی نے اس رسالہ کے بعض الفاظ میں تصرف کیا ہے، کیوں کہ وہ کچھ اور الفاظ کے مدلولات سے بعید ہے، اور اس طرح کی بات غیر فقیر راولوں سے بہت زیادہ واقع ہوتی ہے، پس امام احمد کے رسالہ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد و کلمہ اللہ موسیٰ تکلیما پر گفتگو کے دوران لکھا ہے:-

اپنے صوبے گفتگو کی اور موسیٰ کو ارستا اپنے ہاتھ سے ان کے ہاتھ میں دی لیکن یہ الفاظ امام احمد بن حنبل کے عقیدے اور مسلک سے میل نہیں کھاتے اس لیے اس میں کوئی شک نہیں کہ امام احمد سے روایت کرنے والوں میں سے کسی کا تصرف ہے۔

لیکن اس کے باوجود اس رسالہ کے باقی حصہ کو قبول کرنے سے منع نہیں کیا جاسکتا اس لیے کہ وہ امام احمد کے مذہب کے خلاف ہے اور نہ اس مسلک کے جس پر سلف تھے بہت سے قصوب جو صحیح سند سے مروی ہیں ان کے بیشتر الفاظ یا وہ نص سے غبار ہوتے ہیں، بجز ایک آدھ لفظ یا نص کے کسی خاص کلام کے جس کو کسی راوی نے بالمتنی روایت کر دیا ہے یا اپنی اہم کے مطابق اس میں تصرف کر ڈالا ہے، اس طرح انھوں نے متنی کو پھیر دیا ہے یا سر سے پاؤں تک الٹ کر رکھ دیا ہے یہ حقیقت بعض حدیثوں میں ثابت ہو چکی ہے جس پر حفاظ فقہاء نے سب سے بھی کر دی ہے جو فقہاء اہل حنفیہ فقیر ابن حجر علیہ الرحمہ تصنیف اس بات پر بہترین گواہ ہے اس لیے جس کو اس مسئلہ تحقیق اور کارروائی کا بخور مطالعہ کرے۔

وقال الإمام أحمد رحمه الله ١٥١ كان عبد الرحمن بن عوف المصنف فيها قول رسول الله صلى الله عليه وسلم واحتلاف الصحابة والتابعين، فلا يجوز أن يعمل بما شاء ويجوز فبعضي به ويعمل به، حتى يسأل أهل العلم ما يؤخذ به، فيكون يعمل على أمر صحيح (إعلام الموقعين لأمن القيم ٤٤: ١)

وقال الإمام الحافظ الفقيه أبو الحسن الميموني رحمه الله تعالى (م ٢٧٤هـ) قال لي أحمد: يا أبا الحسن إني أن تكلم في مسئلة ليس لك فيها إمام. مناقب الإمام أحمد لأبي الجوزي ص ١٧٨، والمسودة لآل تميمه ص ٤٠١ و ٤٨٤، والسير للذهبي ج ١/ ٢٩٦) وقال الإمام ابن تيمية رحمه الله تعالى (٧٢٨هـ) وما رواه (يعني الإمام أحمد) من سنة أو الروي صحيحه أو حسنه أو وحشي بسنده أو دونه هي كتيبه ولم يردده ولم يفت بحلله فهو مذهب وقيل لا. (المسودة لآل تميمه ص ٤٧٣)

### امام احمد بن حنبل کی شخصیت

اگر کسی کے پاس ایسی کتابیں ہوں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نیز صحابہ و تابعین کے اختلافات جمع کئے گئے ہیں تو اس کے لیے ہرگز جان نہیں کرے جسے چاہے عمل کرے اور جو پسند ہو اس کے مطابق فیصلہ یا عمل کر لے، تاہم کیا اہل علم سے معلوم نہ کرے کہ کس قول کو اختیار کرنا چاہیے تاکہ عمل گناہ پر نہ پڑے۔

(اعلام الموقعين تصنيف ابن القيم ج ١ ص ٣٣)

### امام حنبل بن احمد بن یحییٰ بن اسماعیل کا ارشاد مبارک

امام احمد بن حنبل نے مجھ سے فرمایا اے ابوالحسن تم کسی ایسے مسئلہ میں گفتگو کرنے سے پرہیز کرو جس میں تمہارا کوئی امام نہ ہو۔

مناقب الامام احمد تصنیف ابن الجوزی ص ۸۷ اور مسودہ لآل تميمه ص ۱/ ۲۹۶ اور سير اعلام النبلاء للذہبی ج ۱ ص ۴۹۹)

فقہ ابوالحسن یحییٰ کی وفات ۲۴۱ کی ہے۔

### حافظ ابن حبان کا فرمان وقت ۲۸۰ھ

امام احمد بن حنبل نے جس اثر یا سنت کو ردایت کیا ہے اور اس کو گنج یا حسن قرار دیا ہے یا اس کی سند پر راضی ہوئے یا اپنی کتابوں میں نقل کیا اور تردید نہ کی یا اس کے خلاف فتویٰ نہ دیا ہو تو وہ ان کا مذہب قرار پائے گا لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ مذہب قرار نہیں پائے گا۔ (المسودہ لآل تميمه ص ۴۷۳)

و قال العلامة الحافظ ابن القيم رحمه الله

يقول عن عمرو بن الصلاح المتوفى (٦٤٣هـ)

ومن وجد حديثاً مخالفاً لمذهبه فإن كملت آلة الاجتهاد مطلقاً  
أو في مذهب امامه أو في ذلك النوع أو في تلك المسئلة فافعل  
بذلك الحديث أولى وإن لم تكمل الآلة ووجد في ذلك حرواً من  
مخالفة الحديث بعد أن بحث فلم يجد لمخالفته علة جواماً طافياً  
فليظهر من عمل بذلك الحديث امام مستقل أم لا فان وجدته فله أن  
يتبعه بمذهبه في العمل بذلك الحديث ويكون غيراً له في ترك  
مذهب امامه في ذلك والله أعلم (اعلام الموقعين ٤/ ٣٣٧)

تحسين هذا لقول من الامام النووي والامام ولي الله الدهلوی  
وحسنه النووي وقررة (عقد الحد ص ٤٤) ط

وقال الامام الحافظ النافذ شمس الدين الذهبي رحمه الله  
(٧٤٨هـ) في سير اعلام النبلاء (١/ ٤٠٥) خلال رده علی من  
يقول (الأخذ بالحديث أولى من الأخذ بقول الشافعي وإني حفيظ)  
قلت - القائل الذهبي - هذا جيد لكن بشرط أن يكون قد قال بذلك  
الحديث إمام من نظراء هذين الإمامين - الشافعي وإني حفيظ - مثل  
مالك أو سفیان أو الأوزاعي، وإن كان يكون الحديث ثابتاً سالماً من علة،  
وبأن لا يكون حجة إني حفيظ والشافعي حديثاً صحيحاً معارضاً  
لآخر. أما من أخذ بحديث صحيح وقد تنكب سائر أئمة الاجتهاد:  
فلا انتهى - ثم ذكر أدلة علی ذلك.

ترک تقلید ایک بدعت ہے

طہ ساین کیم سنیل علیہ الرحمہ کی رائے عالی

د ابو عمرو بن صلاح سے منقول ہے:

اگر کوئی شخص کسی حدیث کو اپنے مذہب کے خلاف پائے تو اگر اس میں مطلق  
اجتہاد یا اجتہاد فی المذہب یا اس نوع میں اجتہاد یا خاص اس مسئلہ میں اجتہاد کی تکمیل  
اہلیت ہو تو اس کے لیے حدیث پر عمل کرنا بہتر ہے، لیکن اگر اہلیت تکمیل نہ ہو اور اپنے  
دل میں حدیث کی مخالفت سے عقل اور کرائی محسوس کرے جب کہ خلاف دہشتیں کے بعد  
بھی اس کی مخالفت کے لیے کوئی جواب شافی نہ پاسکا ہو تو پھر خود کرے کہ اس حدیث پر  
کسی مستقل (مجتہد مطلق) امام کا عمل ہے یا نہیں اگر کسی مستقل امام کا اس پر عمل ہے تو  
اس حدیث میں اسی امام کے مذہب پر عمل کر لے اور یہ اس کے لیے اپنے امام کے  
مذہب کا چھوڑ دینے کے لیے صرف اس مسئلہ میں ایک حذر ہوگا۔ واللہ اعلم۔

امام ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ امام دہلوی نے اس مسئلہ کے اس قول کی  
تعمین کی ہے اور یہ تنہید پر قرار رکھا ہے۔ (عقد النہج ص ٣٣) ط

امام تاجد عاشق شمس الدین داہی کا فرمان دینیان

حدیث پر عمل کرنا امام ابو حنیفہ یا امام شافعی کے قول پر عمل کرنے سے بہتر ہے۔  
اس پر رد کرتے ہوئے امام داہی فرماتے ہیں:-

میں کہتا ہوں یہ عمدہ بات ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس حدیث پر عمل کا قائل  
ان دونوں اماموں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے ہمسرہ کوئی امام بھی ہو جیسے امام مالک یا  
امام سفیان یا امام اوزاعی اور اس شرط کے ساتھ کہ وہ حدیث ثابت اور ہر طبع سے  
پاک بھی ہو نیز یہ بھی شرط ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے پاس دلیل میں کوئی  
دوسری گنج حدیث اس حدیث کے خلاف نہ ہو لیکن اگر کوئی کسی گنج حدیث پر اس طرح  
عمل کرتا ہے کہ اس حدیث کے خلاف امام ائمہ اجتہاد صحیح ہوں تو انکی صورت میں ہرگز  
اس حدیث پر عمل جائز نہیں۔ (سیر اعلام النبلاء جلد ١ ص ١٢٥ ص ٣٥)

اس کے بعد امام داہی نے اپنے قول کے مدللان جمع فرمائے ہیں۔



وقال الحافظ الذهبي ايضا في السير (۱۸/۱۹۱-۱۹۲) بعد از نقل قول ابن حزم: انا اتبع الحق وأجتهد ولا أتقليد بمذهب: فعلى الذهبي على ذلك:- قلت: نعم، من بلغ رتبة الاجتهاد، وشهد له بذلك عدة من الائمة لم يسع له ان يقلد - كما ان الفقيه المبتدى والعلمي الذي يحفظ القرآن أو كثيراً منه لا يسوغ له الاجتهاد أبداً، فكيف يجتهد؟ وما الذي يقول؟ وعلام يبنى؟ وكيف يظفر ولما يترش؟

والقسم الثالث، الفقيه المنهني اليقظ الفهم المحدث، الذي قد حفظ مختصراً في الفروع، وكتبها في قواعد الاصول، وقرأ الحوا، وشارك في الفضائل مع حفظه لكتاب الله وتشاعله بتفسيره، وقوة مسأطرته، فهذه رتبة من بلغ الاجتهاد المتقيد، وتأهل للنظر في دلائل الائمة.

امام ذہبی کا دوسرا ارشاد عالی شان

حافظ ابن حزم کا قول ہے کہ میں اجتہاد کرتا ہوں کسی مذہب خاص میں متقید نہیں حق کی پیروی کرتا ہوں ابن حزم کے اس قول کا رد کرتے ہوئے امام ذہبی فرماتے ہیں:-

میں کہتا ہوں جو شخص اجتہاد کے درجہ کو پہنچ چکا ہو اور اس کے حق میں چند امور نے شہادت بھی دے دی ہو اس کے لیے تقلید جائز نہیں ہے۔

جس طرح کوئی عاقل یا فقیہ مبتدی جس نے قرآن یا اس کا زیادہ حصہ یاد کر لیا ہے اس کے لیے اجتہاد جائز نہیں۔ بسا اہ کیے اجتہاد کرے گا؟ اور کیسے کوئی رائے قائم کرے گا؟ اور کس میں پرانے مذہب کی طاعت کمزری کرے گا اور کیسے میدان اجتہاد میں پرواز کرے گا جب کہ اس کے پر بھی اوگے نہ ہوں۔

تیسری قسم: وہ ختمہ تھی، یہ اس نظر بھڑا بدعت ہے جس کو فروع میں کوئی مختصر یاد ہو اور قواعد الاصول میں کوئی کتاب یاد ہو اور نو یاد ہو اور کمالات میں ایک حصہ کا مالک ہو ساتھ ہی اللہ کی کتاب حفظ اور اس کی تفسیر کا مشغلہ رکھتا ہو اور بحث و تحقیق کی صلاحیت رکھتا ہو تو یہ مرتبہ اس شخص کا ہے جو اجتہاد متقید (یعنی اجتہاد فی المذہب) کو پہنچا ہے اور علمائے دلائل میں نمود کرنے کا اہل ہے۔

ہستی و صبح لہ الحق فی مسئلۃ زلت فیہا النقص و عملی بہا أحد الانیۃ الاعلام کما فی حلیۃ منار، او کما لک لک التوروی او الاوراعی او الشافعی وانی عبد واحد واسحاق فلیبع فیہا الحق ولا یسلک الرخص والتورع، ولا یسعه فیہا بعد قیام الحجة علیہ تقلید، فان حاف ممن یشعب علیہ من الفقہاء فلیتکم بہا ولا یجرہی بعلیہا، لربما اخصه نفسه، واحب الظہور فیعاقب، ویدخل علیہ الداحل من نفسه، فیکم من رجل یطعن بالحق وأمر بالمعروف یسلط اللہ علیہ من یؤتہ لیسوء قصده وحجہ للرباۃ المدینۃ، فلیذا ذاء حلی صافی لموس الفقہاء، (ثم قال الذہبی) ومن طلب العلم للمداس والافشاء، والعصر والریاء، فاحمل، واحتمل، والزهوی الناس، وأهلک العجب، ومقتہ الانفس ﴿قد افلح من زکیہا وقد حاب من دہشہا﴾ انتہی۔

وقال المحافظ بن رجب الحنبلی رحمہ اللہ (ت ۷۹۵ھ) فی کتابہ — بیان فصل علم السلف علی علم الخلف (ص ۵۷) قاما الانیۃ والقیۃ اهل الحدیث فانہم یصنعون الحدیث الصحیح حیث کان، اذا کان معمولاً بہ عند الصحابة ومن بعدهم او عند طائفة منهم، قاماً ما تلقی السلف علی ترکہ فلا یحوز العمل بہ، لانہم ما ترکوہ الا علی علم لہ لا یعمل بہ قال عمر بن عبدالعزیز عللوا من الراۃ ما یوافق من کان قلبکم، فانہم کانوا اعلیٰ منکم انہی

تو ایسے شخص کے نزدیک جب کسی مسئلہ میں حق واضح ہو جائے اور اس میں کوئی نص ثابت ہو جائے جس پر اس علم میں کسی کا عمل بھی ہو شیخ امام ابو حنیفہ یا جیسے امام مالک یا سفیان ثوری یا امام اردابی یا امام شافعی کورایہ سید یا امام احمد اور امام سحاق قواب اس مسئلہ میں حق کی جہرہ کی کر سکتا ہے، لیکن وہ حضرات کی راہ نہ چائے بلکہ تدریس سے کام لے اور اب اس مسئلہ میں حجت قائم ہو جانے کے بعد اس کے لیے تقلید کی گنجائش نہیں ہے تاہم اگر اپنے اور فقہاء کے شور و غش سے غفلت محسوس کرتا ہو تو اس دلیل کو رد کر کے اس کے اور اس پر عمل کر کے کوئی ذکر نہ کرے۔ کیوں کہ یہاں وہاں خود تدریس کا شمار ہو جائے گا اور شریعت پسندی چھوٹے گا اور سزا بھگتی نہ دے گی اور اس کا نفس اس پر غالب ہو جائے گا بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے ذکر حق بولا اور اس بالعرف کیا لیکن ان کی بدستور تدریس قیادہ پسندی کی وجہ سے غلط ہے ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیا جنہوں نے ان کو تکلیف پہنچائی نہیں ہا یک عملی بنیادی ہے جو علماء کرام میں سمجھی ہوئی ہے۔

اور جو شخص علم کی طلب مدارس اور افتاء کے محفلوں اور فروع کے لیے کرتا ہے وہ عداوت کا شمار اور فریب خودیہ مدارس لوگوں کی عیب جھٹی میں پڑا ضرور ہے اس کو بڑا کہہ کر اور لوگوں کی عداوت کا اظہار۔ **قد افلح من زکیہا وقد حاب من دہشہا** جانتا ہے کہ یہ جو سب خطی کار شاد گرامی

احمد بن ابی اسحاق محدث فقہاء کرام مدینہ منجہ کی جہرہ کی کرتے ہیں چاہے یہاں بھی موجود ہو بشرطیکہ وہ حدیث صحابہ اور اس کے بعد والوں کے نزدیک معمول نہ ہو یا ان میں ایک جماعت کے نزدیک معمول نہ ہو۔ لیکن وہ حدیث جس کے ترک پر سلف میں اتفاق ہو تو اس پر عمل کرنا جائز نہیں اس لیے کہ انہوں نے اس کو ترک نہیں فرما دیا مگر یہ کہ ان کے پاس اس بات کا علم ہے کہ وہ حدیث معمول نہ تھیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ علم اس کو لے کر جو حق سے پہلے والوں کے مسائل ہو کیوں کہ وہ حق سے زیادہ علم دے گا۔ (یہی فصل علم سلف علی علم خلف تعلیف ابن رجب خطی حوالی ۵۵ ص ۷۷)

وقال من رجب ايضا (ص ۹۹)۔ وفي زماننا دو الحافظ اس رحب  
توفي سنة ۷۹۵م بعين كتبه كلام ائمة السلف المتفدى بهم الى ومن  
الشافعي واحمد واسحاق وابي عبد، ولكن الامسان على حدودها  
حدث بعدهم، فانه حدث بعدهم حوادث كثيرة، وحدث من القسب  
الى مناعة السنة والحدث من الظاهرة وسوهم، وهو اشد مخالفة  
ليها، لثلوده من الائمة، وبغرائده عنه فهم بهمه لو ياحد مالم يأخذ به  
الائمة من السنة، انتهى۔

تنبہ۔ هذه النصوص القليلة - وإن كانت صادرة عن الائمة  
المناحرين - فهي تؤيد معنى ما فروه السلف وفيه التصريح بخطورة  
دعوى حصر المذاهب ومحاوتها والوقوف صدها من الناس ما ضلوا  
وانحط العلم، وتأمل كلام الحافظ الذهبي فانه ذهبي، وتأمل كلام  
الحافظ ابن رجب فان فيه التعصب

وقال الامام الشافعي انظر ابراهيم النخعي رحمه الله، اني لاسمع  
الحدث فانظر الى ما يؤخذ به فأخذ به وأخذ سائرہ، (رواه من ابني  
عصيمة كما في شرح علل الترمذی لاسی رجب ۱/ ۴۶۳)۔ وبوتعمق في  
الجلية ۴/ ۲۲۵)

صرف اہل زہد پر مبنی فرماتے ہیں، ہمارے زمانہ میں یہ بات سمجھنے سے کہیں  
آخر سلف کے اقوال کہیں جائیں جن کی اقتداء کی جاتی ہے امام شافعی اور احمد اور امام  
ابو حنیفہ کے دور تک اور ان کے دور کے بعد جو کچھ روایا ہوا ہے اس سے پرہیز کیا جائے۔  
اس لیے کہ ان آخر کے دور کے بعد بہت سے نئے حوادث پیش آئے ہیں اور ایسے لوگ  
روانا ہو گئے ہیں جنہوں نے اپنے کو منسوب تو سنت اور حدیث کی پیروی کی طرف کیا  
ہے، حالانکہ وہ سب سے زیادہ اس کی مخالفت کرنے والے ہیں، اس لیے کہ وہ اس  
اسلاف سے انکس ہو گئے ہیں اور اپنی فہم کے انحصار پر ان سے جدا ہو چکے ہیں، انکی  
روایتوں پر عمل کر لیا ہے جن پر ان سے پہلے کے آخر نے عمل نہ کیا تھا جیسے فرقہ ظاہریہ  
وخیبر باد (یعنی فعلی علم اسلاف علی علم انھت لایمن رجب ص ۶۹)

نوٹ۔ یہ قطعی ارشاد اگرچہ آخرین کے ہیں لیکن یہ اس جنگ کی تائید کرتے  
ہیں جس کی اسلاف نے دنیا دہانی سے اور ان ارشادات میں ان خطرہ کیوں کی صراحت  
ہے جو ایسے لوگوں کے دلوں میں پھیل رہا ہے جن کو علم کی خوشبو بھی ٹھیک نہیں، مگر وہ  
فعلی مذاہب کے حرک اور ان سے مقابلہ کرنے اور ان کی مخالفت کے لیے کمر بستہ  
ہو گئے ہیں حافظ ذہبی کے سہرے کلام میں نور گرد اور حافظ ابن رجب کے کلام کو بخیر  
دیکھو اس میں عجیب کتبہ ہے۔

تاہی بطلان فہم غلط کار شاہ

فرماتے ہیں میں حدیث کی سماعت کرتا ہوں بابر امر کرتا ہوں کہ ان میں سے  
کس کو لیا جائے، کتب اس کو لے لیتا ہوں اور باقی کو چھوڑ دیتا ہوں۔  
ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء ص ۳۵ روایت کیا ہے اور حافظ ابن ابی نعیم نے  
مجمعی اس کو روایت کیا ہے، جیسا کہ ابن رجب کی شرح علل الترمذی کے جلد اول ص ۱۳۳  
پر ہے۔

وقال الإمام المصنف محمد بن عذافر حسن ابن أبي ليلى رحمه الله (ت ۲۴۸) لا يفتقه الرجل في الحديث حتى يأخذ منه وبدع (رواه من عبد الله بن جابر بن عبد الله ۱۳۰/۲)

وقال الإمام المصنف عبد الله بن وهب رحمه الله (ت ۱۹۷ھ) لغبت ثلاث مائة عالم ومحب عالما، ولولا مالك والليث لصلت في العلم. (رواه ابن حبان في مقدمة المحرر وحسن ج ۱/۲۶)

وقال ابن وهب أيضا:

إفتدينا في العلم بأربعة إثنان بمصر وإثنان بالمدينة. الليث بن سعد وعمر بن الحارث بمصر، ومالك والشافعشون بالمدينة، ولولا هؤلاء لكان ضالين. (رواه ابن حبان أيضا ۱/۲۶)

والسبب في ابتداء مالك والليث له من الضلال صرح به ابن وهب نفسه، حيث قال مؤلف: ولولا مالك من انس والليث بن سعد لهلكت، (وفي رواية لصلت) كنت أظن أن كل ما جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم يعمل به (انظر تاريخ دمشق لابن عساکر ج ۵۰/۳۵۹ وتاريخ بغداد ۴/۱۳) وتعليب الكلام ج ۲۴۰/۲۷۱ وشرح العلل لاسن رحمہ ۱/۱۳۱) وفي رواية (لأن عساکر في التاريخ ۵۰/۳۵۹) أن ابن وهب ذكر اختلاف الأحاديث والنسب فقال: ولولا ليث لصلت مالكا والليث لصلت يقول لا اختلاف إلا حديث. انتهى.

امام مجتہد محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی (ت ۲۵۵ھ) کا قول یہ کہ حدیث کے علم میں اختلاف کا درجہ انسان و ماحصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں سے کچھ پر عمل کرے اور کچھ کو چھوڑ دے۔ (جامع بیان العلم لابن عبد البر ج ۱ ص ۱۳) امام مجتہد عبد اللہ بن وہب علیہ الرحمہ (ت ۱۹۷ھ) کا ارشاد گرامی

فرماتے ہیں میں لیکن سو سنا خود علماء سے سنا ہوں لیکن اگر امام مالک اور امام لیث رحمہما اللہ نہ ہوتے تو میں علم کے باوجود گمراہ ہو جاتا۔ (ابن حبان فی مقدمۃ المحرر و حسن ج ۱ ص ۲۶)

امام عبد اللہ بن وہب کا دوسرا ارشاد

فرماتے ہیں ہم نے علم میں صرف چار علماء کی پیروی کی ہے دوسرے کے دور رس دینے کے لیے ابن سعد بن عمرو بن الحارث مصر کے ہیں اور امام مالک اور امام مالک بن عیسیٰ بن ابی اگریہ چار علماء نہ ہوتے تو ہم گمراہ لوگوں میں شمار کیے جاتے۔ (مجموعہ سابق ج ۱ ص ۳۲)

امام مالک اور امام لیث نے ان کو کمر لایا ہے کیسے چلایا اس کا سبب خود محمد بن ابی وہب نے بیان فرمایا ہے اس لیے کہ خود انہوں نے ایک بار صراحت کی ہے کہ اگر امام مالک ابن انس اور امام لیث بن سعد نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو گیا ہوتا اور ایک روایت میں ہے میں گمراہ ہو گیا ہوتا کیوں کہ میرا گمان تھا کہ جبریدہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محفل ہے اس پر عمل کرتا چاہیے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵ ص ۳۵۹ تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۳۱) و تہذیب الکمال ج ۱ ص ۲۷۱ و شرح العلل لابن جبر جب ج ۱ ص ۱۳۱)

اور ابن عساکر کی تاریخ ج ۵ ص ۳۵۹ پر ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ ابن وہب نے امام لیث کے اختلافات کا اور لوگوں کے اختلافات کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا اگر میں امام مالک اور امام لیث سے نہ ملا ہوتا تو گمراہ ہو جاتا یہاں امام لیث میں اختلاف کی وجہ سے فرماتے تھے۔

وہی روایت عبد اللہ قال: لولا أن الله أنقذني بمالك واللبث لصلت۔  
 فقيل له كيف ذلك؟ قال: أكثر من الحديث فحسرتني فكنت أعرض  
 ذلك على مالك واللبث، فيقولان لي: حذ هذا ودع هذا. (ترتيب  
 المدارك للقاضي عياض ۲/۴۶۷)

وسب هذا الاختلاف في الفاظ وروايات كلام ابن وهب هو أنه  
 كان يحدث بذلك مراراً فقد روى ابن عبد البر في التمهيد (۱/۲۶)  
 من طريق أبي جعفر الأيلي قال: سمعت ابن وهب مالا أحصى، لولا أن  
 الله أنقذني بمالك واللبث لصلت.

وقال ابن وهب ابتداء الحديث منطقة إلا للعلماء. (توسيع  
 المدارك ۱/۹۶)

وقال ابن وهب ابتداء كل صاحب حديث ليس له إمام في الثقة  
 فهو صائل، ولولا أن الله أنقذنا بمالك واللبث لصلنا. (الجامع لإسن  
 ابن ريد القيرواني ص ۱۵۱)

اور انھیں عبد اللہ ابن وہب سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اگر اللہ  
 تعالیٰ مجھے امام مالک اور امام لیث کے ذریعہ نہ بچاتا تو میں گمراہ ہو گیا ہوتا ان سے  
 روایت کیا گیا ایسا کیوں؟ تو جواب میں فرمایا میں نے حدیثیں آخرت سے حاصل کیں  
 مگر حدیثوں نے مجھے حیرانی میں ڈال دیا تو میں ان کو امام مالک اور امام لیث کے  
 سامنے پیش کرتا رہا اور وہ دونوں دیکھتے تے رہے کہ اس پر عمل کرو اور اس کو چھوڑ دو۔  
 (ترتيب المدارك تصحيح عياض مالكي ج ۲ ص ۴۴۴)

عبد اللہ ابن وہب کی روایتوں اور ان کے کلام میں الفاظ کے اختلاف کی وجہ یہ  
 ہے کہ وہ یہ بات بار بار کثرت سے بیان فرماتے تھے طاسا بن عبد البر نے التمهيد ج ۱  
 ص ۲۶ پر ابو جعفر علی کے طریق سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ ابن  
 وہب کو ان گنت مرتبہ یہ کہتے سنا ہے اگر اللہ نے میری مخالفت امام مالک اور امام لیث  
 کے ذریعہ نہ کی ہوتی تو میں گمراہ ہو جاتا۔

امام مالک کے پسران اللہ رضا گمراہ امام عبد اللہ بن وہب کا ایک اور شاگرد تھے

فرماتے ہیں حدیثیں علماء کے علاوہ دوسروں کے لیے گمراہی کا ذریعہ ہیں۔

(ترتيب المدارك ج ۱ ص ۹۹)

بجز عبد اللہ بن وہب فرماتے ہیں جس اہل حدیث کا تختہ میں کوئی امام نہ  
 ہو وہ گمراہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ ہم کو امام مالک اور امام لیث کے ذریعہ نہ بچاتا تو ہم گمراہ  
 ہو جاتے۔ (المناہج لابن زید التميمي ص ۱۵۱)

وقال الامام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ (ت ۱۹۸ھ) الحدیث مصلداً إلا للفقهاء: نقلہ عبد بن ابی زید القبراسی وقال فی توضیح مالک: برید أن غیرہم قد یحصل شیئاً علی طائفہ ولہ غاویل من حدیث غیرہ أو دلیل یحیی علیہ أو موقوف أو حب ثو کہ غیر شیء معاً لا یقوم بہ إلا من المستبحر وتنفذ.

(انظر جامع لاس ابی زید ص ۱۵۰)

وقال ابن رجب: نظر مالک الی العطف من خالده، فقال مالک: بلغنی انکم تأخذون من هذا! فقلت ملی فقال: ما کنا نأخذ إلا من الفقهاء. (ترغیب المداوی ج ۹ / ۱۶۴-۱۶۵)

وقال الامام الشافعی رحمہ اللہ (ت ۲۰۴ھ) قبل لمالک من انس: إن عبد بن عیینہ عن الزہری اشیاء لیست عندک: فقال مالک: ولنا کلی ما سمعته من الحدیث أحیث نہ؟ أما إذن أريد أن أضلهم: (رواہ الحطیب فی التلمیح لأحیاق الروی واداب السامع ۱۰۹/۲) وقال محمد بن القطان رحمہ اللہ لو أن إسماعیل تبع کل ما فی الحدیث من وعصه لکان بہ فاسقاً. (العلل للإمام احمد ۱/ ۲۱۹).

امام سفیان بن عیینہ متوفی ۳۹۸ھ کا فرمان عالی شان

حدیثیں فقہاء کے علاوہ باقی لوگوں کو مگر نہ کہ بے دلی ہیں۔

ان کا یہ قول: ان ابی زید القبراسی نے نقل کرنے کے بعد اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ان کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ غیر فقہاء میں سے کوئی شخص حدیث کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کر لیتا ہے، حالانکہ کسی دوسری حدیث سے اس میں تاویل ضروری ہوتی ہے یا اس حدیث کے خلاف کوئی دلیل ہوتی ہے جو اس پر چلی رہ گئی یا وہ حدیث متروک اصل ہے جس کے ترک کو واجب کرنے والی کوئی چیز ہوتی ہے جس پر ماہر فقہاء عالم شہر ہی جمعہ قائم کر سکتا ہے۔ (الجامع لابن زید القبراسی ص ۱۵۰)

امام مالک کا ارشاد گرامی

عبد اللہ ابن وہب فرماتے ہیں امام مالک نے عطف شیخین خالد کو کچھ کر فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ اس سے حدیثیں حاصل کرتے ہو جن میں سے کہا یاں اس پر امام مالک نے ارشاد فرمایا ہم لوگ صرف فقہاء سے علم حاصل کرتے تھے۔ (ترغیب المداوی ج ۱ ص ۱۶۵)

امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ کا فرمان مبارک

فرماتے ہیں امام مالک بن انس سے کہا کیا سفیان بن عیینہ کے پاس امام زہری سے مروی بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جو آپ کے پاس نہیں ہیں، اس پر امام مالک نے جواب میں فرمایا کیا میں جتنی حدیثیں سنتا ہوں سب بیان کر دیتا ہوں؟ اگر ایسا کروں جب تم میں لوگوں کو کراہ کر ڈالوں گا۔ (خلیب بغدادی نے اس کو الجامع لأحیاق الروی واداب السامع کی ج ۲ ص ۱۰۹ پر نقل کیا ہے)

امام محمد ابن یحییٰ قطان کا ارشاد عالی

فرماتے ہیں اگر کوئی انسان ان تمام فضلوں کی پیروی کرنے لگے جو حدیث میں آئی ہیں تو وہ اس کی وجہ سے فاسق ہو جائے گا۔ (العلل للإمام احمد ج ۱ ص ۲۱۹)

وقال الحافظ أبو نعیم الفضل بن ذکین رحمہ اللہ (ت ۲۱۸ھ)۔  
وهو من أشهر مشايير شیوخ الحارثی: كنت أرى علي (وهو)  
من أكابر فقهاء أصحاب الإمام أبي حنيفة) وهو محب بطوب في كنده  
فيقول: يا أبا حنبل، تعال حتى أغير بل لك أحاديثك: فإريه ما قد سمعت،  
فيقول: هذا يوحذ به وهذا لا يؤخذ به، وهذا ناسخ وهذا منسوخ  
(الفتاوى والمطبعة ۱۶۲/۲)

وقال الإمام إسماعيل بن يحيى المزني رحمه الله (ت ۲۶۴ھ)  
فاتقوا ورحمكم الله على ما في أحاديثكم التي جمعتموها: وأطلبوا  
العلم عند أهل الفقه تكونوا فقهاء إن شاء الله.  
(الفتاوى والمطبعة للطبيب ۳۵/۲)

وقال الإمام أبو الزناد عبد الله بن ذكوان أمير المؤمنين في  
الحديث رحمه الله (ت ۱۳۰ھ): وإيم الله إن كنا لنلطف السنن من  
أهل الفقه والفتوة، ولعلهما شبيها بتعلمنا إيم القرآن.  
(جامع بيان العلم لابن عبد البر ۹۸/۲)

حافظ ابو نعیم فضل بن ذکین حنفی (ت ۲۱۸ھ) کا ارشاد گرامی

یہ امام بخاری کے مشہور شیوخ میں سب سے زیادہ مشہور تھے ہیں۔

فرماتے ہیں میں امام ذفر (جو امام ابو حنیفہ کے شاگردوں اور اکابر فقہاء میں  
ہیں) کے پاس سے سنا کہ وہ میں کو قرآن و تفسیر کے سوا کچھ کر کے بیٹھے ہوتے تھے  
تو کہتے اے بیٹا یہاں آتا کہ میرے لیے حیرتی حدیثوں کو چھان چک کر تجھ کو دے  
دوں جب میں ان کے سامنے وہ ساری حدیثیں جو سنیں ہوئیں پیش کرو جا اور وہ فرماتے  
اس حدیث پر عمل کیا جائے گا اور اس پر عمل نہیں کیا جائے یہ تاریخ سے وہ منسوخ ہے۔  
(الفتاویٰ والمطبعة ج ۲ ص ۱۲۳)

امام اسماعیل بن یحییٰ المزنی رحمہ اللہ حنفی (ت ۲۶۴ھ) کا ارشاد گرامی

فرماتے ہیں اللہ تم پر رحم کرے ان حدیثوں پر جن کو تم نے جمع کر لیا ہے اور کر لیا  
کہ وہ اور علم اہل فتنہ سے حاصل کر دو ان کا مذاق فقہاء میں جاوے۔  
(الفتاویٰ والمطبعة للطبيب ج ۲ ص ۳۵)

امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابو الزناد عبد اللہ بن ذکوان حنفی (ت ۱۳۰ھ) کا فرمایا

خدا کی قسم ہم لوگ سنوں کا علم کامل اسناد اور تفسیر والوں سے لیا کرتے تھے اس کو  
اس طرح سمجھتے تھے جس طرح ہم قرآن کی آیتیں سمجھتے ہیں۔  
(جامع بیان العلم لابن عبد البر ج ۲ ص ۹۸)

وقال الامام الجليل إسن أبي زيد القيرواني رحمه الله تعالى (ت ۳۸۹ھ) وهو يُؤخذُ عقائد أهل السنة والحق، ويدكر مديهم: (والصالح للسنن) لا تعارض مرأى، ولا تدفع بقیاس، وما تأوله منها السلف الصالح تأولناه، وما عملوا به عملناه، وما تركوه تركناه، يسعنا أن نسلک عما أمسکوا، ونصحبهم فيما بینوا، ونظدی بهم فيما استبطوه ورواه فی الحوادث ولا تخرج عن جماعتهم فيما اختلفوا فيه أو فی تأویلہ وکل ما قدمناه ذکره فهو قول أهل السنة وأئمة الناس فی الفقه والحديث علی ما بیناه، وکله قول مالک، فمعه خصوص من قوله ومنه معلوم من مذهبه۔

ثم قال إسن أبي زيد: قال مالک: والعمل أثبت من الأحاديث، قال من اتقى به إنه يصفى (وفی نسخة تصعب) أن يقال فی مثل ذالک: حدثني فلان عن فلان: وكان رجال من التابعين ينفقهم عن غيرهم الأحاديث فيقولون: ما نجهل هذا، ولكن معنى العمل على غيره. (وفی نسخة: علی خلافه)۔

امام طہیل ابن ابی زید البخیری وافی سنو ۳۸۹ھ کا ارشاد

وہ اہل حق اور اہل سنت کے عقائد کو ٹھہرا کر دے ہوئے فرماتے ہیں اور ان کے طریقہ کار کا ذکر کر دے ہیں جنہوں کو تسلیم کرنے کے بعد کسی رائے سے ان کا معارفہ نہیں کیا جاسکتا۔ کسی قیاس کے ذریعہ ان کو رد کیا جاسکتا ہے، البتہ سلف صالح نے ان میں سے جس کے اعتد تاویل کی ہے ہم بھی اس میں تاویل کریں گے اور جس پر انہوں نے عمل کیا ہے ہم بھی اس پر عمل کریں گے اور اس میں سے جس کو انہوں نے ترک کر دیا ہے ہم بھی اس کو ترک کریں گے اور سے لے کر اس کی گنجائش ہے کہ ہم اس سے باز ہیں جس سے سلف صالح باز رہ چکے ہیں اور ان کی پیروی اس میں کریں جس کو انہوں نے بیان کر دیا ہے اور ہم ان کی اقتداء کریں گے ان مسائل میں جن کا انہوں نے اختیار کیا ہے نئے حادثات میں جو ان کی رائے سے اور جن مسائل میں ان کے درمیان اختلاف ہے یا جس کی تاویل میں ان کے درمیان اختلاف ہے ہم ان کی جماعت سے باہر نہیں نکلیں گے یہ جو کچھ ما قبل میں ذکر کیا گیا ہے وہ اہل سنت فقہ اور محدث کے اکثر کا قول ہے جیسا کہ میں نے اس کو بیان کر دیا ہے اور یہ کل کا کل امام مالک کا قول ہے کہ جو تو ان کی تصریحات سے ہے اور جو کچھ ان کے مذہب سے معلوم ہوتا ہے۔

اس کے بعد ابن ابی زید البخیری وافی فرماتے ہیں امام مالک نے ارشاد فرمایا ہے کہ احادیث کے عقائد میں عمل زیادہ ثابت شدہ امر ہوتا ہے۔

جن کی میں اقتداء کرتا ہوں ان کا کہنا ہے کہ یہ بات کمزور بھی جائے گی اور ایک روایت میں ہے مشکل بھی ہوتی ہے کہ اس طریقہ کے معاملہ میں حدیثی فلاں مین فلاں کہا جائے تاہم ان میں بہت سے لوگ ایسے تھے کہ ان کے پاس دوسروں سے حدیثیں پہنچتی تھیں تو کہتے تھے ہم ان حدیثوں سے بے خبر نہیں ہیں، لیکن عمل اس کے غیر پر ہے اور ایک نسخہ میں ہے لیکن عمل اس کے خلاف ہے۔



وكان محمد بن أبي بكر من حرم رسا قال له أحمد لم لم تقص  
بهديث كذا؟ فيقول لم أحد الناس عليه قال النخعي لو وثقت  
الصحابة بنو صنفوا إلى الكوعين (يعني إلى الرصعين) لروى صحت كذا لك  
وأنا أفرؤها (إلى المرافق) وذلك لأنهم لا يجهلون في ترك السنن، وهم  
أزواج العلم، وأحرص خلق الله على إجماع سنة رسول الله صلى الله عليه  
وسلم، فلا يثنون بهم فذلك أحد إلا ذر ربة هي ذنبة

قال عبد الرحمن بن مهدي (ت ۱۹۸ھ) السنة المتقدمة من سنة  
أهل المدينة خير من الحديث

وقال سفيان بن عيينة: الحديث مصلح إلا للفقهاء يريد أن  
غيرهم قد يحمل شيئا على ظاهره وله تأويل من حديث غيره، أو دليل  
ينفي عليه، أو مروي أوجب تركه غير شئ مما لا يقوم به إلا من  
استبحر وتفقه، وقال ابن وهب كل صاحب حديث ليس له إمام في  
الطقة فهو ضال، ولولا أن الله أنزلنا ممالك والليت للخلق، (انظر  
كتاب الجامع لأمن أبي زيد رحمه الله ص ۱۳۹/الم ۱۴۸-۱۵۶)

وقال إبراهيم النخعي رحمه الله تعالى: لو لم يعسوا إلا الظفر  
ماجلوزناه، كلني لؤداء اعلى قوم أن يخالف أعمالهم  
(اللمحة للحافظ أبي القاسم الأصمعي ۱/۲۰۴)

اور محمد بن ابی بکر بن حزم سے بہت مرتبہ ان کے بھائی نے کہا آپ فلاں حدیث  
کے مطابق فیصلہ کیوں نہیں کرتے تو وہ جواب دیتے میں نے لوگوں کا عمل اس حدیث پر  
نہیں پایا ہے۔ مانگتی فرماتے ہیں اگر میں صحابہ کرام کو دیکھتا کہ وہ ان لوگوں تک اور ان لوگوں  
تک ہی رخصت کرتے ہیں تو میں بھی اسی طرح رخصت کرتا، اگرچہ میں آیت میں الی المرفق  
پر احتیاط لے کر صحابہ پر سنت ترک کرنے کی جہت نہیں دیکھی جاسکتی وہ تو اصحاب علم اور  
اشہر الخلق میں سب سے زیادہ اس کے نبی کی سنت پر جرحیں تھے مابری کوئی ان پر  
ترک سنت کا کلمہ کرنا انہیں کر سکتا سو اس شخص کے جوہرین کے معاملہ میں خود قسم ہو۔

عبد الرحمن بن مہدی حنفی و شیعہ کا ارشاد ہے حدیث دانوں کی سنت میں سے پہلے  
دانی (یعنی صحابہ تابعین کے زمانہ کی) سنت حدیث کے مقابلہ میں زیادہ بہتر ہے۔

اور سفیان عیینہ فرماتے ہیں حدیث فقہاء کے علاوہ دوسروں کو گمراہ کر دینے والی  
چیز ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ غیر فقہ حدیث کو کبھی اس کے ظاہر پر محمول کر لیتا ہے  
جہاں کہیں اس میں دوسری حدیث کی وجہ سے تاویل کی جاتی ہے یا کسی ایسی دلیل کی وجہ  
سے جس سے غیر فقہ پر لگی رہے گی ہے یا وہ حدیث متروک ہوگئی ہے اور اس کا ترک واجب  
کرنے والی کوئی دوسری چیز ہوتی ہے جس کو بطور جہت صرف فقہ عالم یا ہر فقہ ہی جہت  
کر سکتا ہے محدثان دین و دہر کا ارشاد ہے جس صاحب حدیث کا فہم کوئی امام نہیں  
دہ گمراہ ہے۔ اگر ائمہ قتالی ہم کو امام مانگے اور امام لیتے کے ذریعہ نہ پہچانتا تو ہم گمراہ  
ہو جاتے۔ (کتاب الجامع لأمن أبي زيد رحمه الله ص ۱۳۹/الم ۱۴۸-۱۵۶)

امام ہر امام فقہی علیٰ اہل السنہ کا ارشاد  
فرماتے ہیں اگر صحابہ و فضو میں صرف ناخن دھونے تو ہم بھی اس سے زیادہ ن  
دھوتے کیوں کہ کبھی تو ہم پر عیب لگانے کے لیے ادا کافی ہے کہ ہم اس قوم کی عمل میں  
خلافت کریں (المجلد الثانی فی القاسم الاصمعی ج ۲ ص ۲۰۱)

وسئل ابن الماجشون رحمه الله (ت ۲۱۳ھ): لم يؤمن  
المحدث ثم تركه؟ قال: ليعلم آتيا على علم تركه.  
(ترتيب المدارك للفاسي عياض ۶۶/۱)

قال الامام صفوان الثوري رحمه الله (ت ۱۲۶ھ): قد جاءت  
احاديث لا يوحى بها. (شرح العلل لاس وجب ۲۹/۱)

قال الامام القاسمي ابو يوسف المصري ۱۸۲ھ رحمه الله

القاسمي اذا سمع حديثا ليس له ان ياتخذ بظاهره لحواش ان يكون  
مصرفا عن ظاهره او مفسوخا خلاف الفتوى (الكفاية ج ۲ ص ۲۹۴) ط

وقال ابن ابي الزناد (ت ۱۷۴ھ): كان عمر بن عبد العزيز يجمع  
الفتهاء ويسألهم عن السنن والافعية التي يعمل بها فينتها، وما كان  
منه لا يعمل به القاسم الفاضل وان كان مضرحه من فقه.  
(ترتيب المدارك ۶۶/۱)

وقال الامام الحافظ الرازي رحمه الله (ت نحو ۳۶۰ھ) في  
المحدثات القاصي (ص ۳۲۲) وليس يلزم المفتي ان يقضي بجميع  
ما روى، ولا يلزمه ان يترك رواية ما لا يقضي به وعلى هذا مذهب  
جميع الفقهاء الامصار، وهذا مالت يروي العمل بخلاف كثير مما  
يروي ابنهين.

ابن الماجشون کا جواب دعویٰ ۱۲۳ھ

ان سے سوال کیا گیا کہ لوگوں نے حدیثوں کو روایت کرنے کے بعد ان پر عمل  
ترک کیوں کیا؟ فرمایا اس لیے ترک کیا تاکہ یہ بات جان لی جائے کہ ہم نے ایک علم کی  
تقدیر پر ان پر عمل نہیں کیا ہے۔ (ترتيب المدارك للقاسم عياض ج ۱ ص ۶۹)

امام سفیان ثوری حنفی ۱۲۶ھ کا فرمان

ایسی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں جن پر عمل نہیں کیا جاتا ہے۔

(شرح العلل لاس وجب ص ۲۹)

قاضی ابویوسف حنفی ۱۸۲ھ کا ارشاد مالکین

عام آدمی جب کسی حدیث کو سنے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ظاہر حدیث  
سے جو کہا ہے اس پر عمل کرے کیوں کہ ممکن ہے کہ ظاہر کی سنی مراد سے ہوں یا وہ حدیث  
منسوخ ہو؟ بخلاف فتویٰ کے (کیوں کہ فتویٰ میں یہ شرط نہیں ہوتا اس لیے کہ مجتہد نے  
پوری تحقیق کے بعد فتویٰ دیا ہے) (کتابہ ج ۲ ص ۲۹۴) ط

حضرت عمر بن عبد العزیز کا عمل مبارک

ابن ابی الزناد حنفی ۱۷۴ھ فرماتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فقہا کرام کو فتح  
فرماتے تھے اور ان سے سنوں اور ان فیصلوں کو دریافت کرتے تھے جن پر عمل کیا جائے گا  
تب ان کو کھد فرماتے تھے اور ان میں سے جو ترک العمل ہوتے ان کو پکار پھوڑ دیتے  
تھے کہ چنان کے داخل بغداد ہو سہتی کیوں نہ ہوتے۔ (ترتيب المدارك ج ۱ ص ۶۹)

امام راجس حنفی رحمہ اللہ حنفی ۳۰۰ھ کا ارشاد مبارک

مفتی کے لیے ضروری نہیں کہ ان تمام حدیثوں کے مطابق فتویٰ دے جو اس نے  
مداہت کی ہیں اس پر یہ لازم ہے کہ جن پر فتویٰ نہ دے ان کو روایت نہ کرنا ترک کر  
ڈالے مجمع بلاد کے فقہا کرام کا یہی موقف ہے یہ امام مالک ہیں جو ان حدیثوں کے  
خلاف بھی عمل کرنا کرتے ہیں جن کو وہ اکثر روایت کرتے ہیں۔

(لکھنؤ الماسل ص ۳۳۳)

وقال الحافظ العقیقہ محمد بن عیسی الطایع رحمہ اللہ  
 (ت ۲۲۴ھ) کل حدیث جاء له عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم  
 یصلک ان احدا من اصحابہ فعلہ لحدیثہ۔  
 (العقیقہ والمطوفہ ۱/۳۵۳-۳۵۴)

وقال الامام الاوزاعی رحمہ اللہ (ت ۱۵۷ھ) کما سمع الحدیث  
 فصرہ علی اصحابنا کما یعرض الدرہم الزائف۔ فما عرفوا منه اغلوا  
 بہ۔ وما ابکروا ترکا (الاریح امی زرعۃ اللعشقی ۱/۲۶۵) والمحمد  
 (المصنف ص ۳۱۸)

وقد أوصی الإمام مالک بنی ائمتہ ابابکر واسماعیل ابی اویس  
 فقال لهما: اراکما لیجان هذا الشأن (جمع الحدیث وسماعه) وتعلیله۔  
 قالان: نعم قال: ان احببنا ائی نضماہ وینفع اللہ بکما فافلا منه وتعللنا۔  
 (العقیقہ والمطوفہ ۲/۱۵۹) والمحدث المصنف ص ۲۴۲ و ۵۵۹

وقال الحافظ الشیخ رحمہ اللہ (ت ۴۶۳ھ): فی العقیقہ  
 والمطوفہ (۱/۸۱): ولہ علم ان الاکثر من کتب الحدیث وروایتہ لا یصیر  
 بہا الرجل قلبہا، إنما یفقدہ باستیاضۃ معادہ وإیمان الشکر فیہ۔ یعنی

فقیر بن یحییٰ افشاہ عن صفی ۳۵۳۲ کا قرآن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث ایسی تھی کہ جانے جس کے بارے میں  
 تم کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ آپ کے صحابہ میں سے کسی نے اس پر عمل بھی کیا ہے تو اس  
 حدیث کو کھلا ترک کرو۔ (۱/۲۹۹) (المصنف ج ۱ ص ۳۵۳ و ۳۵۴)

امام اوزاعی رحمہ اللہ صفی ۵۵۳۲ کا طریقہ کار

فرماتے ہیں ہم حدیثوں کی سماعت کرنے کے بعد ان کو اپنے اصحاب کے  
 سامنے پیش کرتے تھے جس طرح کوئی نیکے پیش کیے جاتے ہیں بھر ہمارے اصحاب  
 جن میں سے جن کو پاس کرتے ہم ان حدیثوں کو قبول کر لیتے تھے اور وہ جن مردہ تھے جن کو  
 قبول کرتے ہم بھی مثلاً ان کو ترک کر دیتے تھے۔

(تاریخ ابوزرعدہ ششی ج ۱ ص ۳۶۵) (المصنف ص ۳۱۸)

امام مالک کی اپنے بھائیوں کو نصیحت

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے دونوں بھائیوں ابوبکر اور اسماعیل جو وہابیوں کے  
 لڑکے تھے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا میں تم دونوں کو دیکھتا ہوں کہ اس کام (یعنی  
 حدیثوں کی سماعت اور ان کو فتح کرنے کے کام) سے بہت محنت کرتے ہو اور اس کی  
 طلب میں خوب کوشش کرتے ہو ان دونوں نے کہا ہاں امام مالک نے فرمایا اگر تم  
 دونوں چاہتے ہو کہ اس سے فائدہ بھی اٹھاؤ اور تم دونوں کے ذریعہ لوگوں کو بھی فائدہ  
 پہنچے تو سماعت اور فتح کا کام کم کر دو اور اس میں غور و فکر نہ کرو۔ (العقیقہ ج ۱ ص ۸۱)

(العقیقہ والمطوفہ ج ۱ ص ۵۵۹) (المصنف ص ۳۳۳ و ۳۳۴)

شیخ ابوداؤد صفی ۳۵۳۲ کا طریقہ کار

جان لینا چاہیے کہ حدیث کی کتابوں سے زیادہ روایت کرنے یا ان کو زیادہ فتح  
 کر لینے سے آدمی فقیر نہیں بن جاتا ہے بلکہ تو جب حاصل ہوگا کہ ان کے معانی کا  
 استخراج کرنے اور ان میں ایسی طرح غور و فکر کرنے کی صلاحیت ہو جائے۔

وقرر الحطیب فیما أن الرسل ليس يتكلم إذا نصب نصب نفسه للقباء  
أن یصح فی الکتاب (خمیس مائة ألف حديث)، دون معرفة به وبطرقه  
فيه وإتقانه له، فإن العلم هو المهم والدارية، وليس بالاكثار والتوسع في  
الرواية (الحاج لأحلاق الراوي ۱/۲: ۱۷۴)

تبیان: الاول قد یصح (ادعیاء) حملة الحديث بقول النجاشی  
"إذا صح الحديث فهو مذهبي" وهي عبارة قالها الامام الشافعی وغیره  
من الائمة، وقیم السقاء من هؤلاء أن هذه المقولة علی الأصلها،  
یطلقها الكبير والصغير، والعالم والجاهل، والمحدث والمتنبی، وهذا  
نحی علی العلم، فقد قال الامام النوری الحافظ الفقیه رحمه الله: وروى  
عن إمام الأئمة أبي بكر محمد بن إسحاق بن حریمة - وكان من حیط  
الحديث ومعرفة السنة بالغایة العالیة - أنه سئل: هل منه صحیحة لم  
یودعها الشافعی كتبه؟ قال: لا. ومع هذا فاحاط الشافعی رحمه الله -  
لكون الاحاط ممنوعة علی البشر - فقال ما هو ثابت عنه من أوجه من  
وصیته بالعمل بالحديث الصحیح، وترك قوله المصالحات للنقص الثابت  
الصریح، وقد یتمثل أصحابنا وسمهم الله وصیبه وعملوا بها فی مسائل  
كثیرة مشهورة... ولكن لهذا شرط قل من یصف به فی هذه الأزمان  
(رسل الامام النوری ۶۳۹-۶۷۶ھ، لا زمانة الذی عم به التحیل  
وطم)، وقد أوضحه فی مقدمة شرح المہذب.

(انظر تہذیب الاسماء واللغات ۱/۱: ۵۶)

تہذیب نے یہ بھی بتایا ہے کہ انسان کو کلوں کا کام کرنے کے لیے صرف ایک  
کافی نہیں ہے کہ کتابوں میں پانچ لاکھ حدیثیں جمع کر لے جب کہ اس کے اندر اس  
حدیثوں میں معرفت اقصا اور غور و فکر کرنے کی اہلیت بھی نہ حاصل ہو اس لیے کہ حقیقی  
علم تو سوچ و سوچ اور فہم و تدبر کا کام ہے صرف اکتے پانچ پر عمل کرنے اور کلوں سے  
حدیث سننے یا جمع کر لینے کا کام نہیں ہے۔ (الجامع لأحلاق الراوی ج ۲/۱ ص ۵۷)

#### دواہم ترین نوٹ

دواہم ترین نوٹ: اہل حدیث ہمارے احمد کے اس قول سے محبت بکڑتے ہیں کہ  
اس کا ارشاد ہے: جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے یا ایک جملہ ہے جو  
امام شافعی اور دیگر ائمہ کرام نے فرمایا ہے مگر سبکی علم والے اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس  
کے لیے کوئی شرط اور قید نہیں ہے ہر چوتھا یا پانچواں عالم، یا پانچویں یا چھٹی یا سب سے پہلے اس کا  
استعمال کر لے، عقائد کے طریقے علم کے ساتھ ساتھ اضافی اور سرسرا علم ہے تہذیب اور حافظ نام  
نویں برس اللہ فرماتے ہیں امام احمد بن حنبلہ کے صحابی بن خریص سے ہم نے نقل کیا ہے  
(عن ابن قدام حلف حدیث اور حدیث کی معرفت میں بہت بلند تھا) کہ ان سے سوال کیا گیا کیا  
امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں کسی حدیث کو نقل نہیں کیا ہے؟ تو انہوں نے  
جواب میں کہا یہاں نہیں ہے ہم امام شافعی نے بہت احتیاط اور باری ہے کیوں کہ تمام حدیثوں کا  
احاطہ کر لینا کسی بھی انسان کے لیے محال ہے تاہم میں امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے جو  
ان سے مختلف طریقوں سے متقول ہے کہ انہوں نے حدیث صحیح پر عمل کی وجہ سے کہ ہمارے  
تابع شدہ ہیں کہ خلاف ہے قول کو ترک کرنے کی تاکید کی ہے ہمارے اصحاب حدیث  
نے ان کی وجہ سے بہت سے محروم مسائل میں عمل بھی کیا ہے اور اس وجہ سے کہ ان کی  
ہے لیکن اس کام کے لیے ایک شرط ہے کیوں کہ یہاں ہم جس وجہ سے کہ استعمال کرنے  
کی اہلیت نہ رکھتا ہمارے مذہب میں عمل اور خود ہے یعنی امام نووی کے زمانہ میں ۶۳۱ھ  
سے ۶۷۶ھ تک ہے نہ کہ ہمارے دور میں جس میں جہالت عام ہوا ہے۔ اس شرط کی  
وضاحت شرح المہذب کے مقدمہ میں کر دی ہے۔ (تہذیب الاسماء واللغات ج ۱ ص ۵۷)

وقد سن الإمام الترمذی هذا الشرط فی مقدمة المجموع شرح المذهب (۱/ ۱۰۴-۱۰۵) فقال وهذا الذي قاله الشافعي ليس معناه أن كل أحد رأي حديثا صحيحا قال: هذا مذهب الشافعي وعمل مظهره، وإنما هذا ليس له رتبة الاجتهاد في المذهب على ما تقدم من صفة أو قريب منه، وشرطه أن يعلى على طه أن الشافعي رحمه الله لم يقب على هذا الحديث، أو لم يعلم صحته، وهذا إما يكون بعد مطالعة كتب الشافعي كلها، ونحوها من كتب أصحابه الأئمة، وما أشبهها.

وهذا شرط صعب قل من يتصف به، وإنما اشترطوا ما ذكرنا لأن الشافعي رحمه الله ترك العمل بظاهر أحاديث كثيرة رافعا وعلمها، لكن نام الدليل عنده على طعن فيها أو نسخها، أو تخصيصها أو تأويلها أو نحو ذلك.

قال الشيخ أبو عمرو (هو الحافظ ابن الصلاح) رحمه الله، ليس العمل بظاهر ما قاله الشافعي بالهين فليس كل فقيه يوسع له أن يستقل بالعمل بما يراه حجة من الحديث. انتهى

اخراج الحدیث فہذا بھی کامطلب کیا ہے؟

انجور شرح الحدیث کے مقدمہ ص ۱۳۹ و ۱۴۰ پر امام نووی علیہ الرحمہ نے اس قول پر عمل کرنے کی شرط بیان فرمائی ہے۔

فرماتے ہیں امام شافعی نے یہ جو فرمایا ہے (کہ جب حدیث صحیح مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو آدمی بھی کسی حدیث کو سنا کھلے وہ کہنے لگے کہ یہی امام شافعی کا مذہب ہے اور اس کے بخاری بھی مثنیٰ پر عمل شروع کر دے بلکہ یہ حق تو صرف اس شخص کو پہنچتا ہے جو اجتہاد فی الحدیث کے سرب کھڑا ہو جس کی تفصیل پہلے بتادی گئی ہے یا پھر کم از کم سرب اجتہاد کے قریب پہنچ چکا ہو اس کے لیے بھی یہ شرط ہے کہ اس کا غالب گمان ہو کہ امام شافعی علیہ الرحمہ اس حدیث پر مطلع نہ ہو سکے یا انہوں نے اس کی صحت تسلیم نہ کی تھی اور یہ فیصلہ چاہیے کہ امام شافعی کے تمام کتابوں کا مطالعہ کر چکا ہو اور اس طرح کی وہ کتابیں مطالعہ سے گذر چکی ہوں جو امام شافعی سے استناد رکھنے والوں نے بتادی ہیں یا وہ ان کے مثل کتابیں ہیں تو یہ ایک کڑی شرط ہے کیوں کہ اس شان کا آدمی عمل الوجود ہے یہ شرط جو ہم نے ذکر کی تو انہوں نے اس لیے لگائی ہے کہ امام شافعی نے بہت سی ایسی حدیثوں کے خلاف مثنیٰ پر عمل نہیں کیا ہے جن کو وہ جانتے بھی تھے اور جن سے انہیں طرح و اخت بھی تھے لیکن چون کہ ایسی حدیثوں میں کسی عیب پر ان کے علم میں نہ آ سکا تو وہ بھی با ان کا مسنون ہونا مسنون تھا یا ان میں کسی تخصیص یا تاویل کے وہ قائل تھے یا اسی طرح کی کوئی بات تھی جس کی وجہ سے انہوں نے ان حدیثوں پر عمل ترک کیا شیخ ابو عمرو یعنی حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے جو اجماع الحدیث فہذا بھی فرمایا ہے اس کے خلاف پر عمل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ ہر فقیہ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بغور خود جس حدیث کو حجت سمجھے اس پر عمل شروع کر دے۔

وقال ابن حجر في باب دفع الیدین اذا قام من الركعتین

واما كنونه مذهباً للشافعی لكونه قال اذا صح الحديث فهو مذهبي فليبه نظر ووجه النظر أن محل العمل بهذه الوصية ما اذا عرف ان الحديث لم يطلع عليه الشافعی اما اذا عرف أنه اطلع عليه ورد له أو تأوله بوجه من الوجوه فلا: والامر هنا محتمل.

(فتح الباری ج ۲: ص ۲۸۳) ط

التنبہ الثانی: قد يقول قائل: (المسلم مأمورٌ بالتبایع ورسول الله صلى الله عليه وسلم، وغير مأمورٍ بالتبایع غیره) والجواب أن التمسك بالسنة هدی، وتركها ضلال، وأنتما إما أن تكونوا تمسكوا بالسنة، فهم علی هدی ومن اتبعهم علی هدی إیضا وإما أن تكونوا تركوا السنة وهجروها، فهم علی ضلال ومن اتبعهم علی ضلال، وهذا والله من المحال.

د جعفر ابن جریر علیہ الرحمہ بخاری کی شرح باب دفع الیدین اذا قام من الركعتین کے تحت فرماتے ہیں تیسری رکعت کے شروع میں اتھا اٹھنا امام شافعی کا اس لیے مذہب قرار پاتا چاہیے کہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ جب حدیث صحیح مل جائے تو وہی سیرا مذہب ہے یہ بات گل نظر ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام شافعی کی یہ وصیت اس صورت کے لیے ہے جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس حدیث پر وہ مطلع تھے مگر انہوں نے اس کو رد کر دیا ہے یا کسی وجہ سے اس میں تاویل کرنی ہے تو اس صورت میں ان کی اس وصیت پر عمل نہیں کیا جائے گا اور اس مسئلہ میں دونوں کا احتمال ہے (اس لیے ردایت صحیح ہونے کے باوجود یہ ان کا مذہب قرار نہیں پاسے گا) ط

دوسری صحیح یعنی نوٹ دہ

اعتراف کرنے والے کہتے ہیں مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیروی کا پابند بنایا گیا ہے غیر کی بیروی کا پابند نہیں بنایا گیا ہے (یعنی اماموں کی بیروی مسلمان پر لازم نہیں ہے)۔ جواب یہ ہے کہ سنت پر عمل کرنا کرنے میں ہدایت ہے اور اس کے ترک کرنے میں گمراہی ہے تو ان اماموں نے اگر سنت سے تمسک کیا ہے تو وہ خود بھی ہدایت پر ہیں اور جو ان کی بیروی کر رہے ہیں وہ بھی ہدایت پر ہیں اور اگر ان اماموں نے سنت کو ترک کر دیا اور اس کو چھوڑ ڈالا ہے تو وہ خود بھی گمراہی میں ہیں اور وہ بھی جو ان کی بیروی کر رہے ہیں لیکن یہ بات کہ انہوں نے ترک سنت کر رکھا ہے اور گمراہی میں ہیں۔ واللہ اعلم ہے۔

والکلام المتقدم في هذه الرسالة من أئمتنا، يوضح لنا المنهجية الصحيحة لكيفية التعامل مع السنة، حتى لا يقع المتسلك بالسنة في محظورات نهت عنها السنة نفسها، فالأول الاجتهاد المطلق والمقيد يجب أن تكون متوفرة فيمن يريد التمسك بالحديث الشريف (من جهة احاديث الاحكام طبعاً لا من جهة الاداب والاخلاق)

فالمعمل بالحديث يجب أن يحصل لشروط، منها صلاحية الحديث نفسه للعمل به كخضوعه لقواعد الحديث من ناحية السند، وخضوعه لقواعد أصول الفقه من ناحية النص.

#### خلاصہ

قال الامام المجتهد سليمان الثوري رحمه الله تعالى: إذا رأيت الرجل يعمل العمل الذي قد اختلف فيه وأنت ترى غيره: فلا تفه. (الفقيه والمتفقه ۲/۶۹)

وقال الامام المجتهد الأوزاعي رحمه الله تعالى في الذي يقبل أمر أنه إن جاء يسألني، قلت: يتوضأ: وإن لم يتوضأ لم أعب عليه. (المجتهد لابن عبد البر ۲۱/۱۲۲)

وقال النابغی یحیی بن سعید الانصاری رحمه الله ت (۱۴۴ھ) أهل العلم أهل توسعة، وما ربح الملقون يخلقون، فيحلل هذا، ويحرم هذا، فلا يعيب هذا على هذا، ولا هذا على هذا. (تذكرة الحفاظ للذهبي ۱/۱۳۹)

اس رسالہ میں ہمارے ائمہ کی جو گفتگو بائبل میں گنہگار ہے وہ ہمارے سامنے سنت کے ساتھ ہمارے تعامل کی کیفیت کے لیے صحیح طریقہ کار کی وضاحت کرتی ہے، تاکہ سنت پر عمل کرنے والا ان خطرات سے بچے جو لوگ نئے قواعد سنت نے جن سے دور کیا ہے اس لیے اجتہاد مطلق یا مقید کے لیے انہیں بھرپور ہونی ضروری ہیں اس شخص کے ائند جو براہ راست حدیث پاک سے استدلال کرنا چاہتا ہے یعنی احکام دینی حدیثوں سے نہ کہ آداب و اخلاق پر مشتمل حدیثوں سے استدلال کے لیے یہ انہیں درکار ہیں۔ جس حدیث پر عمل کے لیے ضروری ہے کہ وہ چند شرطوں کے تابع ہو، انہیں شرطوں میں یہ کیسی ہے کہ جس حدیث قابل عمل ہو، جیسے کہ حدیث کا قاعدہ کے تابع ہونا ضروری ہے سند کے لحاظ سے اور متن کے لحاظ سے اصول فقہ کے ضابطوں کی پیروی ضروری ہے۔

#### خاتمہ

امام مجتہد سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر تم کسی آدمی کو ایسے مسئلہ پر عمل کرتا ہوا دیکھو جس میں اختلاف ہے اور تمہارا مذہب اس عمل کرنے والے کے خلاف ہے تو اس کو تم پر گواہ نہ کرو۔ (الفقیہ والمتفقه ج ۲ ص ۶۹)

امام ابوالحسن علیہ الرحمہ اپنی صحت کا بوسہ لینے والے کے وضو کے مسئلہ میں فرماتے ہیں اگر میرے پاس آکر مسئلہ دریافت کرنے کا تو میں جواب دوں گا کہ بوسہ سے وضو نہ چکا، لہذا وضو کرے لیکن اگر وہ مجھ وضو نہیں کرتا تو میں اس پر علت بھی نہیں دوں گا۔ (الترغیب لابن عبد البر ج ۳ ص ۱۷۲)

یحییٰ بن سعید انصاری حنفی ۳۵۱ھ تا ۴۲۵ھ بائبل میں فرماتے ہیں

اہل علم وسیع الذہن اور کشادہ و عارف ہوتے ہیں ہمیشہ مفتیان کرام میں اختلاف ہوتا رہا ہے ایک مفتی ایک چیز کو حلال بتاتا ہے اور دوسرا ای چیز کو حرام قرار دیتا ہے لیکن کوئی کسی پر علت نہ دیتی تھی کرتا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ للذهبی ج ۳ ص ۱۳۹)

وقال ابن تیمیہ وأما الاختلاف في الأحكام فلا خير من أن يخصص.  
ولو كان كلنا مختلف مسلماً في شيء لهاجرنا: ثم بقى من المسلمين  
عصاة ولا أحرار. والقد كان أبو بكر وعمر يفتلان في أشياء لا يفتلها  
إلا الصير. (ثم ذكر حديث أبي هريرة ثم قال) وهذا وإن كان في  
الأحكام، فما لم يكن من الأصول المهمة فهو ملحق بالأحكام.  
(مجموع الفتاوى ۱۷۳/۲۴)

### ۲۔ مکتوب صدر من عبدالعزیز بن عبداللہ الی الافاق

عن حمید هو حمید الطویل المتوفی ۱۴۲ھ قال قلت لعمر بن  
عبدالعزیز لو جمعت الناس علی شیء فقال ما یسرئ الیکم لم یحفظوا  
قال لم یحب الی الافاق أو الی الا مصار لیقضی کل قوم بما اجمعت  
علیه فلهازم۔ (مسند الدارمی ج ۲: ص ۱۰۰)  
(دار الکتب العلمیہ بیروت) ط

۳۔ قال ابو عمر یس لایحد من علماء الأمة بثبت حدیثا من النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم ثم یرده دون ادعاء نسخ علیہ بالمر مثله أو اجماع  
أو بعمل یحب علی أصله الانقیاد الیه أو طمس فی سنده ولو فعل ذالک  
أحد لم یفقد عدلہ فضلاً أن یحذف إماماً ولزمه (ثم التمسق)  
(جامع بیان العلم وفوائده ج ۲/ ص ۱۴۸) ط

### ماقتلہ ابن تیمیہ کا فتویٰ عربان عالم

فرماتے ہیں احکام میں اختلاف تو شہداء و فقہاء سے باہر ہے پس اگر وہ بھی وہ  
مسلمان کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور اس کی بنیاد پر ایک دوسرے سے قطعاً  
منقطع کر لیا کرے تو آپس میں مسلمانوں کے درمیان مصمت و ہمائی چارگی ہی قائم ہو کر  
رہ جائے گی۔ بلاشبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت مسائل میں  
اختلاف کر بیٹھے تھے مگر دونوں کا مقصد چھوڑنا تھا۔

(بکر ابن حمید نے بحر طویل دالی حدیث لا یصلی احدکم الا فی بنی  
فریظہ) کا ذکر کیا ہے) اور فرمایا پس یہ اختلاف احکام و فروع میں تھا مگر جب تک  
بنیاد ہی اہم باتوں میں نہ ہوگا احکام میں ہی سمجھا جاتا ہے گا۔

(مجموع الفتاوی ج ۲۳ ص ۱۷۳)

### ۴۔ حضرت عمر بن محمد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا مشہور مکتوب اسلام کے تمام

حمید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے عرض کیا کہ آپ شیخ  
کر دیجے لوگوں کو ایک بات پر فرمایا مجھے اچھا نہیں لگتا کہ ان میں اختلاف نہ ہو مگر  
ساری اسلامی دنیا میں لکھ بیکھا کہ ہر قوم اسی فیصلے پر عمل کرے جس پر ان کے فقہاء کا  
اتفاق ہو۔ ط

### ۵۔ حافظ ابو عمر یحییٰ ابن عبداللہ طبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

علمائے امت میں سے کسی کے لیے جو بات جائز نہیں ہے کہ وہ حدیث کوئی کریم  
سلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ تسلیم کر لینے کے بعد پھر اس کو رد کر دے لایہ کہ کسی  
چھٹا اثر یا اجماع یا کسی ایسے عمل کے ذریعہ جس کی پیروی اس کے اصول پر ضروری ہو  
(ان میں سے کسی ایک چیز کی بنیاد پر) اس حدیث کے منوع ہونے کا دعویٰ کرے  
یا اس کو حدیث کی سند میں ہی کلام ہو ان باتوں کے بغیر اگر کوئی حدیث کو رد کرتا ہے تو  
اس کی عدالت ماقبلہ ہو جائے گی اور اس پر فسق کا کتاہ لازم ہو جائے گا۔ پھر جانیکہ اس کو  
امام وقت قرار دیا جائے۔ (جامع بیان العلم وفوائده ج ۲ ص ۱۷۸) د



۱۔ قال الشيخ عبدالله بن الإمام محمد بن عبد الوهاب الجدي في رسالته

وسجن في المروع على مذهب الامام احمد من حبل وحمد الله  
ولا تنكر على من قلده احدا من الائمة الأربعة دون غيرهم لعدم ضبط  
مذاهب الغير وإنما لا نستحق مراقبة الاحتجاج المطلق ولا احد ما  
يذهبها إلا أنا في بعض المسائل اذا صح لدينا نص جلي من كتاب أو  
سنة غير منسوخ ولا مخصوص ولا معارض ماقرى منه وقال به احد  
الائمة الأربعة احلناه (علماء بعد حلال سنة قرون ح: ۹ ص: ۵۹) ط

۲۔ قول العلامة ابن حجر المكي والإمام ولي الله الدهلوي

ونقل ابن الصلاح الإجماع على أنه لا يجوز تقليد غير الائمة  
الأربعة في الفتوى والحكم، (هداية المتوكلين ص: ۶۶)

وحصل على ذلك قول ابن الصلاح لا يجوز تقليد غير الائمة  
الأربعة أي في قضاء وإفتاء (عقد الجيد ص: ۷۹) ط

۱۔ امام محمد بن عبد الوہاب نجدی کے صاحبزادے شیخ محمد ابراہیم بن محمد فرماتے ہیں  
ہم لوگ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب پر فروعاً مسائل میں عامل ہیں اور  
جو شخص چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی بھی پیروی کرتا ہے ہم اس پر اٹھ نہیں  
کرتے ہیں ہاں ان چار کے علاوہ کسی بھی دینی پر ہم تیسرے کرتے ہیں کیوں کہ ان کے  
مذہب ضبط نہیں ہیں اور ہم لوگ اجتہاد مطلق کے مرتبہ کا احتیاط نہیں رکھتے ہیں نہ ہم  
میں کا کوئی اس کا دعوہ دار ہے البتہ بعض مسائل میں جب ہمارے نزدیک کتاب و  
سنت کی کوئی واضح نص ایسی نہ پائی ہے جو نہ منسوخ ہے نہ مخصوص اور نہ اپنے سے زیادہ  
معتبر نص کے معارض تو ہم اس پر عمل کر لیتے ہیں اس شرط کے ساتھ کہ اگر ہمارے  
سے کوئی اس کا تکفل ہو۔ (حاشیہ فقہ حلال سے قرون س: ۱۵) ط

۲۔ محدث مرزا ابن صلاح کا دعویٰ کہ اگر آپ کے علاوہ کسی کی تقلید کے چاروں نے برا بھلا ہے  
علاسا ابن حجر مکی فرماتے ہیں کیا ابن صلاح نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ  
قضا و افتاء میں احمدیہ کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں۔ (جایۃ المؤمنین ص: ۶۶)

۳۔ امام ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ بھی مکمل ہے ابن صلاح کے اس قول کا کاسر  
ابن حجر کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں ہے یعنی افتاء و قضا و فتویٰ میں۔ (مقصد السعد ص: ۳۹) ط

و لم يختلف العلماء أن العامة عليها تقليد علمائها وأهلهم  
المرادون بقول الله عز وجل (فاستلوا أهل الذکر ان کتم لا تعلمون)  
وأحمدوا علی أن الاعمی لا بدله من تقليد غیره مبی بطل پیروہ بالقبلة  
اذا أشکلت علیه تکذالک من لا علم له ولا بصیر بمعنی ما بدین به لاید  
له من تقليد عالمه وكذلك لم یختلف العلماء أن العامة لا یجوز لهما  
التیارات والذک والله اعلم لجهلها بالمعنی الکی منها یجوز التحلیل والتحریم  
والقول فی العلم. (جامع بیان العلم وفصله ج ۲، ص ۱۵۵) ط

و قال امام الحرمین الذی ذهب الیه اهل التحلیق أن سکری الفیاض  
لا یعدون من علماء الأمة وحمله الشریعة لأنهم معاصرون ماہون لیسوا  
بثبت استصاحبة وتواتر ولأن معظم الشریعة صادرة عن الاجتهاد  
ولانکفی النصوص بعشر معشارها وهؤلاء ملتحقون بالمعاصم.  
(قاله البرزی فی تہذیب الاسماء والصفات تحت ترجمة ذؤاد الظاہری) ط  
وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم کلمنا ذکرہ  
الذاکرون وحفل عن ذکرہ العاقلون.

و اس حوالہ میں علماء کے دو مہمان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عوام پر یہ بدعت کی تقلید  
واجب ہے اور اس میں بھی اختلاف نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول (فاستلوا اهل الذکر ان کتم لا تعلمون)  
تعلیموں سے یہ مافی مراد ہیں اور اس پر بھی علماء کا اتفاق ہے کہ اگر کسی کو یہ علم نہ ہو کہ  
کار و خیر مشتبہ ہو جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص کی تقلید کرے جس پر  
قبلہ کی تائید کرنے کا باثبات ہو، اسی طرح وہیں کے مسلمانوں کو بھی علم کے انوار  
اصحرت کا فقدان ہوا ان کے لیے ضروری ہے کہ عالم کی تقلید کرے یا ان میں سے کسی ایک  
بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ عام آدمی کے لیے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے بلکہ یہ کہ وہ  
ان احکام سے واقف نہیں جن کے ذریعہ حلال و حرام شمار ہوتا ہے۔ بلکہ وہ صحیح  
علم نہیں رکھتے، گفتگو کی پابندی ہے۔ (افتاء عالم)

و (ادوۃ القاری اور ان کے ہم خیال اہل حدیث کا علماء کبار کی تقلید سے)  
امام الحرمین فرماتے ہیں اہل تحقیق کا مذہب ہے کہ ان میں راۓ (آراء) کے تقابیر  
کرنے والوں کا شمار علمائے امت اور عاقلین شریعت میں نہیں ہے، بلکہ ان کے یہ چیز  
مستثنیٰ اور استثناء طریقہ سے ثابت ہے کہ لوگ اس کے خلاف بدعت حسری اور امام  
ترائی کرتے ہیں، حالانکہ شریعت کا بڑا حصہ اجتہاد (قیاس) سے ہی ثابت ہے اور  
اس کے دسویں حصہ کے لیے بھی انصوص کافی نہیں، اس لیے ان کا علم صحاح میں ہوگا۔ ط

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم کلمنا ذکرہ  
الذاکرون وحفل عن ذکرہ العاقلون.



حضرت ابو هريره ؓ حیات و خدمات

تفسير: سورة النحل المكية في ثمانين آية

جنوری میں ایک مہرہ ہوا ان کی پہلی اور اہمیت کے کیس اچھڑ گئی مہرہ کو وزیر صحت کے  
 احکامات کی تعمیل کی گئی اور وہ صاف دیکھا جاسکتا تھا جسٹس نے اور ان کی گئی سے ملو اور آپ  
 کی ذات اور خدمات کے بارے میں غور کیا گئی اور مقررہ کی صورت کے احکامات کا عملی عمل  
 سب دیکھا گیا۔

1000

اسلام کا نام

م. د. محمد صالح المنجد

جس میں اسلام میں کوئی ایک ایسی اور بات نہ ہو۔ مذکورہ کے اسلامی اور نصیب  
وقت اور ماحول کی شرائط اور انسانی کے لئے جو آپ ماحول کے عبادت مذکورہ کی جیسی اور تقسیم  
کے انتظامی نظام اور مذکورہ سے مختلف چند مسائل کی خصوصیات اور خصوصیات اور ماحولیات اور  
و غیرہ کے احکام سے تحقیق کے آپ اور آپ کی روشنی میں تفصیلی بحث کی گئی ہے اور آخر میں عمومی  
قانون کے اصولیت کے لئے مذکورہ کے تمام شرعی احکام میں متفقہ طور پر مقرر کیے گئے ہیں۔



## خطبات بیگلور

(فصلیہ)

**المؤلفون:** محمد بن عبد الله العتيبي

جس میں بہت حد تک طبیعت کی انسانی صورت لائی ہے۔ پہلو کو بھی کیا گیا ہے، ٹھیکریوں، گھوٹوں،  
 ہموں اور طبیعت، انسانی صورتوں کی طرح اور چاند کے بارے میں آپ کا ایک ہی قیاس ہے  
 مومن ملک کا ذکر کیا گیا ہے، بخاری انسانی حقوق کے حقوق آپ کے لئے ہے اس لئے کہ  
 طبیعت کی گئی ہے، اور طبیعت کے لئے طبیعت کی انسانی صورت کیا گیا ہے کہ صرف آپ ہی کی  
 صورت ہے اور انسانی صورت کے لئے اس صورت کی ہے۔

100

کتاب خانہ نعیمیہ دیوبند

**NAIMIA BOOK DEPOT**

DEMAND-34754 (U.P.) INDIA

DOI: 10.1002/anie.201200040

© 2004 Blackwell Publishing Ltd *Journal of Internal Medicine* 255: 103–110